ڈاکٹر محمد علی اثر

۹/۲۲۶-۴-۲۰، چوک، حیدرآباد-۵۰۰۰۰۲

سابق پروفیسر شعبہ اردو، جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد، انڈیا

صغرٰی ہمایوں مرزا: سماجی اور صحافتی خدمات

Dr. Muhammad Ali Asar

Ex Prof.Department of Urdu,Jamia Islamia,Hayderabad,India

Sughra Hmayun Mirza: Social and Journalistic Services

Sughra Hamayum Mirza was born in 1884 in a respectable family of Hairderabad. This family boasts of many famous literary persons especially Faryaat Azeemabadi, Shaad Azeemabadi, and Imdaad Imam Aser. Sughra showed interest in literature from her early age. Later she performed an active role and set her identity in literature and literary journalism. In this research paper her services in different fields have been discussed.

صغرٰی بیگم حیاؔ، حیدر آباد کے ایک ذی علم اور معزز گھرانے میں ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد ڈاکٹر صفدر علی مرزا ایک وضع دار اور شریفُ النّفس انسان تھے۔ وہ ریاستِ حیدر آباد کے محکمۂ فوج میں کیپٹن کے عہدہ پر فائز تھے۔ صغرٰی بیگم کی تعلیم و تربیت کا آغاز اس زمانے کے اعلٰی خاندان کی لڑکیوں کی طرح گھر پر ہی ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ شریف گھرانوں کی لڑکیاں گھر کی چار دیواری میں مقید رہتی تھیں۔ تعلیم کی غرض سے بھی مستورات کا گھر سے باہر قدم رکھنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ صغرٰی بیگم کو لڑکپن ہی کے زمانے سے تعلیم کا غیر معمولی چسکہ لگ گیا تھا۔ اسی زمانے سے ان کی ذہانت و فطانت کے جوہر کھلنے لگے تھے۔ چنانچہ ایک مختصر سے عرصے میں انھوں نے نہ صرف اردو اور فارسی زبان میں اچھی خاصی استعداد حاصل کر لی تھی بلکہ ان زبانوں میں مضمون نگاری اور شعر گوئی کا بھی آغاز کر دیا تھا۔

۱۹۰۱ء میں جب کہ صغرٰی بیگم حیاؔ کی عمر ابھی ۱۸، ۱۹ سال کی تھی ان کی شادی پٹنہ کے معزز اور ذی مرتبت خاندان کے بیرسٹر سید ہمایوں مرزا سے ہوگئی۔ یہ صغرٰی بیگم حیاؔ کی خوش قسمتی تھی کہ انھیں بیرسٹر ہمایوں مرزا جیسا روشن خیال، وسیع النظر

اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شوہر ملا۔ ہمایوں مرزا ایک ممتاز بیرسٹر ہونے کے علاوہ ایک خوش گو شاعر، مورّخ اور با کمال نثر نگار بھی تھے۔ ان کے والد سید شاہ الفت فریادؔ عظیم آبادی ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ ان کے شاگردوں میں شادؔ عظیم آبادی اور امداد امام اثر بہت مشہور ہوئے۔ صغریٰ بیگم اور ہمایوں مرزا کے نظریات اور تصورات میں غیر معمولی ہم آہنگی اور ہم خیالی کی وجہ سے صغریٰ صاحبہ کی سماجی و تہذیبی علمی و ادبی اور فلاحی، اصلاحی صلاحیتوں کو پھلنے پھولنے اور پوشیدہ چنگاریوں کو شعلہ بننے کا موقع مل گیا۔ انھوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے آزادیٔ نسواں، بہبودیٔ نسواں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں تحریک چلائی۔ وہ عورتوں کے پردے کے خلاف تھیں لیکن شرعی پردے پر اصرار کرتی تھیں۔ چہرہ، ہاتھ اور پیر کو کھلا رکھنے کو معیوب نہیں سمجھتی تھیں۔ انھوں نے خود بھی پردے کو خیر باد کہہ کر مردوں کے جلسوں کو مخاطب کیا۔ ایسے موقعوں پر اُن کے قابل شوہر کی بھرپور تائید اور پشت پناہی نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ بیگم ہمایوں مرزا کے اتباع اور پیروی میں دیگر اعلیٰ تعلیم یافتہ روشن خیال خواتین نے بھی دھیرے دھیرے پردے کو خیر باد کہہ دیا۔

صغریٰ بیگم نے نہ صرف عورتوں کے پردے کے خلاف آواز اٹھائی بلکہ بچپن کی شادی، تعدد ازدواج اور جہیز کے مروجہ رسوم کی بھی مخالفت کی۔ ''انجمن خواتین دکن'' کی وہ بنیاد گزار تھیں۔ یہ انجمن ۱۹۱۷ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے اجلاسوں میں عورتوں کی تعلیم و تربیت اور بہبودیٔ نسواں اور آزادیٔ نسواں جیسے موضوعات پر مباحثے ہوا کرتے تھے۔ ۱۹۲۰ء میں اس انجمن کے زیر اہتمام ''النساء'' کے عنوان سے ایک رسالہ جاری کیا گیا تھا جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ انجمن خواتین دکن کی جانب سے بیواؤں اور بے سہارا لڑکیوں کی شادی کے لئے رقمی امداد بھی فراہم کی جاتی تھی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد، یکجہتی اور یگانگت کے جذبات پیدا کرنا صغریٰ ہمایوں مرزا کا مقصدِ حیات تھا۔

صغریٰ ہمایوں مرزا کو غریب، مفلس اور نادار لڑکیوں کا بے حد خیال تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایسے مدارس قائم کئے جائیں جہاں غریب لڑکیوں کو ایک طرف نوشت و خواند سے واقفیت بہم پہنچائی جائے تو دوسری طرف ان کی فنی تعلیم، دست کاری اور امور خانہ داری کی تعلیم کا بھی انتظام ہو۔ تعلیم نسواں اور لڑکیوں کی فلاح و بہبود سے متعلق ان کے تصورات اور نظریات کو عملی شکل میں دیکھنے کے لیے انھوں نے اپنی جائیداد کا ایک حصہ اپنے والد کے نام پر وقف کر کے ہمایوں نگر میں مدرسۂ نسواں صفدریہ کا قیام عمل میں لایا۔ اس درس گاہ میں لڑکیوں کو مکتبی تعلیم کے علاوہ صنعت و حرفت کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جاتا تھا۔ اس مدرسہ کا آغاز ایک پرائمری اسکول کی حیثیت سے ہوا تھا جس کے مکمل اخراجات خود صغریٰ ہمایوں مرزا برداشت کرتی تھیں۔ بعد میں ترقی کرتے ہوئے یہ اپر پرائمری اسکول بنا اور اب ایک امدادی (Aided) ہائی اسکول کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ جس میں ٹرینڈ اساتذہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان تمام مصروفیتوں کے علاوہ صغریٰ ہمایوں مرزا کو بقول سیدہ لطیف النساء سوشل کاموں سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ جلسے منعقد کرنا، تقریریں کرنا، قوم کی ضرورتوں پر چندہ جمع کرنا، قوم کی خدمت کے لیے افرادِ ملت کو مہیا کرنا، قوم کی ہمہ جہتی اصلاح کی کوشش کرنا، ترک رسومات کی تحریک، غرض ان کی زندگی ایک مشین تھی جو ہمیشہ قوم کی فلاح و بہبود کے لیے حرکت میں رہتی۔

سماجی اور رفاہی خدمات کے علاوہ بیگم صغریٰ ہمایوں کا بیشتر وقت تصنیف و تالیف، شعر و شاعری میں گزرتا یا پھر مطالعے میں۔ حصول علم کا انھیں اس قدر شوق تھا کہ شادی کے بعد بھی تصنیف و تالیف اور لکھنا پڑھنا یا تقریریں کرنا ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، یہاں تک کہ سیر و تفریح کے اوقات میں بھی وہ اپنی سیاحت کی روداد روزنامچوں کی شکل میں پابندی سے تحریر کیا کرتی تھیں اور پھر بعد کو جب وہ اپنے وطن واپس آجاتیں ان روزنامچوں کی مدد سے سفرنامے مرتب کر کے شائع کر دیا کرتیں۔ اس طرح ان کے اب تک درج ذیل چھے سفرنامے منظر پر آئے۔

۱۔سفرنامۂ عراق ۲۔سفرنامۂ یورپ (دو جلدوں میں) ۳۔سفرنامۂ پونا و والٹیر

۴۔سیر بہار و بنگال ۵۔سیاحت جنوبی ہند ۶۔رہبر کشمیر

صغریٰ ہمایوں مرزا نے عراق کے اہم مقامات پر مشتمل اپنی زندگی کا پہلا سفر ۱۹۰۶ء میں اپنے شوہر کے ساتھ کیا تھا۔ دوسرا سفر ۱۹۰۹ء میں ایلورہ، اجنتا اور اورنگ آباد کا کیا۔ ۱۹۱۱ء میں انھوں نے بنارس، مظفر پور، پٹنہ اور کلکتہ کی سیر و سیاحت کی۔ ۱۹۱۶ء میں پونا، گلبرگہ، والٹیر اور مدراس کی سیر کی۔ ۱۹۲۱ء میں نیلگری، پانڈی چری، ترچنا پلی، تنجاور، ناگور، کوڑی کنال وغیرہ کا سفر کیا۔ ۱۹۲۴ء میں انہوں نے مغربی دنیا کی سیر و سیاحت کی اور فرانس، ہالینڈ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور انگلستان کے مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ ۱۹۲۸ء میں انھوں نے اپنی زندگی کا آخری سفر کشمیر کا کیا، اس دوران انھوں نے ہندوستان کے مختلف مقامات جیسے راولپنڈی، لاہور، امرتسر، دہلی، علی گڑھ اور اجمیر شریف وغیرہ کی سیر و تفریح کی۔ ان تمام اسفار کی روداد کو صغریٰ ہمایوں مرزا نے بڑے دلچسپ اور موثر انداز میں مرتب کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔

صغریٰ ہمایوں مرزا بیک وقت شاعر بھی تھیں اور نثر نگار بھی۔ انھوں نے ناول بھی لکھے ہیں اور افسانے بھی۔ سفر نامے بھی لکھے ہیں اور مضامین و مقالات اور مکاتیب بھی۔ وہ سماجی کارکن اور اردو تحریک کی نمائندہ بھی تھیں اور ''النساء'' اور زیب النساء'' کی مدیرہ بھی۔ اس وقت کے مختلف رسائل و جرائد میں ان کے مضامین بڑے اشتیاق سے پڑھے جاتے تھے۔ ڈاکٹر زینت ساجدہ لکھتی ہیں:

> اللہ اللہ کیا نصیبا پایا تھا۔ راشد الخیری ''عصمت'' میں، ممتاز علی ''تہذیب نسواں'' میں انھیں قدر و منزلت سے چھاپتے تھے۔ ''مخزن'' کے ایڈیٹر شیخ عبدالقادر ان پر توصیفی نوٹ لکھتے تھے۔ سر محمد اقبال انھیں سراہتے تھے۔ رابندر ناتھ ٹیگور ان کے گھر مہمان ہوتے تھے۔ بڑے بڑے امراء اور رئیس ان کی میزبانی پر فخر کرتے تھے۔

جہاں تک صغریٰ ہمایوں مرزا کی صحافتی خدمات کا تعلق ہے۔ انھوں نے ''انجمن خواتین دکن'' کے قیام کے دوسرے ہی سال ۱۹۲۰ء میں ''النساء'' کے نام سے اپنی ادارت میں ایک ماہ نامہ جاری کیا تھا۔ حیدرآباد دکن میں کسی خاتون مدیر کی ادارت میں شائع ہونے والا یہ پہلا نسوانی رسالہ تھا۔ اس سے پہلے مولوی محبّ حسین نے ۱۸۹۴ء میں ''معلم نسواں'' کے نام سے ایک نسوانی رسالہ جاری کیا تھا۔ رسالہ ''النساء'' کا سن اجراء ڈاکٹر طیب انصاری نے ''حیدرآباد میں اردو صحافت'' میں اور مولوی انیس دہلوی نے ''اردو ادب کو خواتین کی دین'' میں ۱۹۱۹ء بتایا ہے جو محلِ نظر ہے۔ خود صغریٰ ہمایوں مرزا نے ''النساء'' کے پہلے شمارے میں اس کی تاریخ اجراء پر روشنی ڈالتے ہوئے اطلاع دی ہے:

اس (رسالے) کی پیدائش کا دن یکم شعبان ۱۳۳۸ھ (مطابق ۲۱/اپریل ۱۹۲۰ء) ہے۔ آج ہم ''النساء'' کا پہلا نمبر ناظرات اور ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں، ہماری بہنیں بھی اگر اس میں مضامین لکھنے میں دلچسپی لیں اور اس کو تبادلۂ خیالات کا ذریعہ سمجھیں تو ہم جانیں گے کہ ہماری کوشش و محبت بار آور ہوئی۔

اِسی طرح ''باغ دل کُشا'' کے مولف جناب صمصام شیرازی نے بھی اس رسالے کا سنہ اجراء سہواً ۱۹۲۸ء لکھا ہے۔

رسالہ ''النساء'' ہجری مہینے کی پہلی تاریخ کو مطبع نظام دکن حیدر آباد میں طبع ہو کر دفتر النساء کنٹہ روڈ حیدر آباد سے پابندی کے ساتھ شائع ہوتا تھا۔ اس رسالے کی ضخامت ۲۴ تا ۴۰ صفحات تھی، زر سالانہ تین روپے اور ہر شمارے کی قیمت پانچ آنے تھی۔

''النساء'' کے سرورق پر ''نصر من اللہ فتح قریب'' کی آیت ہلالی چاند کی شکل میں نقل ہوتی اور اس کے اوپر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوتا۔ اس رسالے کے ظاہری و باطنی حسن پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر طیب انصاری نے لکھا ہے:

> النساء کا ظاہر اتنا خوبصورت نہیں تھا جتنا اس کا باطن حسین اور حیات افروز تھا۔ معیاری اعتبار سے 'النساء' نے خواتین دکن کی تعمیری، سماجی و مذہبی خطوط پر ٹھوس خدمات انجام دیں۔ عورتوں اور لڑکیوں کے اس ماہ وار رسالے نے صحت مند اور ترقی یافتہ معاشرے کی تشکیل اور مذہبی اصولوں کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے سماج میں گراں قدر کارنامے انجام دیئے۔

محبّ حسین کے رسالے ''معلم نسواں'' کے بند ہونے کے بعد صغریٰ ہمایوں مرزا کے رسالے ''النساء'' نے خواتین میں علمی و ادبی ذوق پیدا کرنے میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ ''النساء'' گویا انجمن خواتینِ دکن کا ترجمان بن گیا۔ اس انجمن سے متعلق خبریں اور جلسوں کی روداد بھی ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتی تھی چنانچہ ''انجمن خواتین دکن'' کی ایک روداد میں انجمن کے مالی موقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اطلاع دی گئی ہے کہ:

> اس انجمن کو سرکار سے کسی قسم کی بھی امداد نہیں ہے۔ صرف ممبروں کے چندے پر گزر رہے ہے بیگم صاحبہ مسٹر سید ہمایوں مرزا نے جو انجمن کی صدر ہیں ایک جائیداد ۴۵ روپے ماہانہ کی انجمن کو وقف کر دی ہے۔ اس انجمن کے تحت رسالہ 'النساء' بھی نکلتا ہے۔ انجمن کے فنڈ میں اس وقت ۱۲۰۰ روپے کے سرکاری نوٹ ہیں۔ ۲۷ روپے سالانہ منافع ملتا ہے۔

رسالہ ''النساء'' کے اغراض و مقاصد درج ذیل تھے۔

۱۔ اصلاحِ خیالاتِ نسواں

۲۔ خواتین دکن میں لکھنے اور پڑھنے کو عام کرنا۔

۳۔ خواتینِ دکن کو مضمون نگاری کا شوق دلانا۔

۴۔ مسلم مستورات کی گری ہوئی حالت کو اُبھارنا۔

۵۔ مستورات کے حقوق کا تحفظ اور ان کی حمایت اور وکالت کرنا۔

رسالہ ’’النساء‘‘ میں مختلف النوع معلوماتی علمی اور ادبی مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ یہ مضامین ایک طرف مستورات کے علمی اور ادبی ذوق کو پروان چڑھانے کا باعث بنتے تو دوسری طرف ان کی تعلیم وتربیت اور رہنمائی میں بھی مددگار ہوتے۔اس رسالے کی اہمیت کا اعتراف اس دور کے مشاہیر ادب اور علماء وفضلاء نے بھی کیا ہے چنانچہ علامہ اقبال نے لاہور سے صغریٰ ہمایوں مرزا کے نام اپنے مکتوب مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۲ء میں اس رسالے کے بارے میں اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوئے لکھا ہے:

> مکرمہ رسالہ’النساء‘ کے لئے نہایت سپاس گذار ہوں یہ بہت اچھا رسالہ ہے مجھے یقین ہے کہ اس کا مطالعہ مسلمان عورتوں کے لئے بہت سبق آموز ہوگا۔

رسالہ ’’النساء‘‘ کے مختلف شماروں میں خواتین سے متعلق مختلف النوع موضوعات جیسے عورتوں کی تعلیم وتربیت، پرورش وتربیت، پرورش وتربیتِ اطفال، صبر واستقلال، امور خانہ داری، حفظان صحت، کفایت شعاری اور پکوان کی تراکیب کے پہلو بہ پہلو خواتین سے متعلق ملک اور بیرون ملک کی خبریں بھی شائع کی جاتی تھیں و نیز علمی ادبی، اخلاقی، معاشرتی، اصلاحی، سوانحی تاریخی مضامین، نظمیں، غزلیں، سفرنامے اور ناولوں کے علاوہ کتب ورسائل پرُ از معلومات نقد وتبصرے بھی شائع ہوتے تھے۔ڈاکٹر مجیب انصاری نے اپنے ایک مضمون میں رسالہ ’’النساء‘‘ کی ادبی خدمات کا تذکرے کرتے ہوئے لکھا ہے:

> لڑکیوں میں لکھنے کی عادت پیدا کرنے اور ادب کی طرف ترغیب دلانے کے لیے بہترین مضامین پر سونے اور چاندی کے تمغے دینے کا طریقہ رائج کیا گیا اور طے پایا کہ سال میں جن کے مضامین عمدہ ہوں گے ان کو میڈل دیا جائے گا۔مضامین قصوں کے پیرائے میں تاریخی یا نامور خواتین کے حالات پر مشتمل ہوں۔

صغریٰ ہمایوں مرزا یہ چاہتی تھیں کہ ’’النساء‘‘ میں خواتین کے مضامین زیادہ تعداد میں شائع ہوں۔ان کی یہ خواہش ثمر آور ثابت ہوئی، چنانچہ اس رسالہ میں لڑکیوں اور خواتین کے مضامین بڑی تعداد میں چھپنے لگے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ ’’النساء‘‘ صرف خواتین ہی کے مضامین کے لیے مختص نہیں تھا بلکہ اس میں ان حضرات کے مضامین بھی چھپتے تھے جو خواتین کے مسائل اور بہبودیٔ نسواں سے دلچسپی رکھتے تھے۔

اہل قلم حضرات کے مضامین اس رسالے کی زینت بنتے تھے۔ان میں شبلی نعمانی، سید محمد ہادی رسوا، نظم طباطبائی، بابائے اردو مولوی عبدالحق، نواب وقارالملک، محبّ حسین، سید ہمایوں مرزا وغیرہ اور جن خواتین نے اپنے مضامین سے ’’النساء‘‘ کی زینت کو چار چاند لگائے یا جنھوں نے ’’النساء‘‘ میں چھپنے کے بعد شہرت کی ارتقائی منزلیں طے کیں ان میں نوشابہ خاتون، رفیعہ سلطانہ، طیبہ بیگم، جہاں آراء بیگم، فاطمہ صغریٰ، لطیف النساء بیگم، سارہ بیگم، خورشید نذیر وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔خود صغریٰ ہمایوں مرزا بھی اس رسالے کے لئے خصوصی طور پر بڑے دلچسپ اور معلوماتی مضامین تحریر کیا کرتی تھی۔ان میں سے کچھ مضامین کے عنوانات یہ ہیں: نسوانی سماج کی اصلاح، سودیشی اشیاء کا استعمال، اہل ملک کی ترقی، مقامی زبانوں کی حوصلہ افزائی، حقوق نسواں، ہندو مسلم اتحاد، کلیات وجامعات کا قیام وغیرہ۔ان مضامین کے علاوہ صغریٰ ہمایوں مرزا کے سفرنامے،

سفر نامہ یورپ، سفر نامہ پونا و والٹیر اور ناول موہنی اور سرگذشت حاجرہ ''النساء'' ہی میں بالاقساط شائع ہوئے۔

رسالہ ''النساء'' کی اشاعت کے بعد صغریٰ ہمایوں مرزا کی ادارت میں لاہور سے ایک اور رسالہ ''زیب النساء'' کئی سال تک شائع ہوتا رہا لیکن اس کا اجراء کب ہوا اور یہ ماہنامہ کب تک شائع ہوتا رہا اس کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔

حوالہ جات

۱۔ صغریٰ ہمایوں مرزا حیا، انوار پریشاں، دیباچہ ص۲

۲۔ نور الحسن، صغریٰ ہمایوں مرزا، یاد صغریٰ ہمایوں مرزا، ص۱۱

۳۔ بھارت چند کھنہ، یاد صغریٰ ہمایوں مرزا، ص۳۶

۴۔ سید علی اکبر، پروفیسر، یاد صغریٰ ہمایوں مرزا، ص۸

۵۔ سیدہ لطیف النساء بیگم، دکن کی غیر معمولی خاتون، یاد صغریٰ ہمایوں مرزا، ص۲۱

۶۔ زینت ساجدہ، ڈاکٹر، کچھ صغریٰ ہمایوں مرزا کے بارے میں، یاد صغریٰ ہمایوں مرزا، ص۱۹

۷۔ طیب انصاری، ڈاکٹر، حیدرآباد میں اردو صحافت، ص۱۰۹

۸۔ انیس دہلوی، مولوی، خواتین کے رسالے، مشمولہ اردو ادب کو خواتین کی دین، ص۲۲۱

۹۔ صغریٰ ہمایوں مرزا، النّساء، شمارہ۔ا جلد۔ا، ص۲

۱۰۔ صمصام شیرازی، باغ دلکشا، بحوالہ حیدرآباد دکن کے علمی و ادبی رسائل (ڈاکٹر انور الدین)، ص۱۹۱

۱۱۔ طیب انصاری، ڈاکٹر، یاد صغریٰ ہمایوں مرزا، ص۵۰

۱۲۔ رسالہ النساء، جلد۵۔ شمارہ۱، ۲، ص۲۶

۱۳۔ ایضاً جلد۶ شمارہ ۹۔۱۰، ۱۳۴۳ھ ص۲